

پورے کمرے میں مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ حازم کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر دیا۔ باہر روانے نفی میں سر بلایا یقیناً کچھ دیر بعد طوفان برپا ہونے والا تھا۔ ظاہر سی بات ہے جہاں حازم، اریان، شاہزل اور اذلان میں سے کوئی دو بھی

فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

اکھٹے ہو جائے وہاں تو پھر شیطان بھی ان سے پناہ ہی مانگتا ہے۔ سارے ہی ایک  
سے بڑھ کر ایک ثابت ہوتے ہیں۔

شاہنل شمٹ اتارے پیٹ کے بل الٹا بیڈ پر لیٹا تھا۔ منہ تکیے کے اندر دیے تکیے

کو خود میں دبوچے وہ گرمی نیند میں معلوم ہوتا تھا۔

حازم نے نفی میں سر ہلایا عجیب انسان تھا گرمی ہو یا سردی اس انسان نے شرٹ اتار کر ہی سونا ہوتا ہے۔ ایک طرف کمرے میں ہیٹر آن ہے اور بلینکٹ اسکے اوپر ہے دوسری طرف یہ پاگل شرٹ اتارے سو رہا ہے۔ حازی کا دل کیا وہ قہقہہ لگائے۔

شابل ! حازم نے اسے آواز دی پر وہ ہنوز بے سدھ پڑا تھا۔



فقیر عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

منحوس اے ایس پی اٹھ! میں حازم خان تیرے گھر میں موجود ہوں اور تو اتنے  
سکون سے سو رہا ہے؟؟

○ حازم نے آگے بڑھ کر شاہزل کو جھنجھوڑ ہی ڈالا۔ شاہزل جو صبح چار بجے سویا تھا۔

کل ہی اس نے میرا ہم کس... الہ کہ کہ مجھ میں کہ سال خاں کہ مجھے پہنچا

حازم نے آگے بڑھ کر شاہزل کو جھنجھوڑ ہی ڈالا۔ شاہزل جو صبح چار بجے سویا تھا۔  
کل ہی اس نے بہت اہم کیس سالو کر کے مجرموں کو سلاخوں کے پیچھے پہنچایا  
تھا اور اب وہ لمبی تان کر سونے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پر حازم خان نے اسکے ارادوں پر  
پانی پھر۔ یک دم کسی کے زور زور سے بلانے اور چلانے پر یک دم پریشانی سے اٹھ

بیٹھا۔

وہ جو پریشانی سے اٹھا تھا خدا نخواستہ ناجانے کونسی ایرجنسی ہو گئی جو اسکو اس  
انداز سے اٹھایا جا رہا ہے۔



فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

تو یہاں کیا کر رہا ہے؟؟ اپنے سامنے کھڑے حازم کو دیکھ بے زاری سے گویا  
ہوا۔

بتا کیس سالو ہونے کی ٹریٹ دے رہا ہے کہ نہیں؟؟ حازم آنکھوں میں شرارت  
لے کر گویا ہوا۔



جان چھوڑ - مجھے سونے دے - شاہنل ایک بار پھر بیڈ پر کرتا تلیے میں منہ دے  
گیا۔

تو تو میری بات کا جواب نہیں دے رہا؟؟ حازم سائڈ ٹیبل سے پانی کا جگ  
اٹھاتے کڑے تیوروں سے بولا۔

تو تو میری بات کا جواب نہیں دے رہا؟؟ حازم سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ  
اٹھاتے کڑے تیوروں سے بولا۔

نہیں! چل اب تشریف لے جا اور مجھے سونے دے۔ شاہزل کی نان سیرٹیس آواز  
پر حازم اپنی کاروائی کر چکا تھا۔ شاہزل جو ایک بار پھر غنودگی میں جا رہا تھا لگے ہی  
لمحے مڑ بڑا کر اٹھا۔ اسکے اوپر گرنے والا ٹھنڈا تیخ پانی اسکے چودہ طہوتر روشن کر چکا

لحے ہڑبڑا کر اٹھا۔ اسکے اوپر گرنے والا ٹھنڈا تیخ پانی اسکے چودہ طبق روشن کر چکا تھا۔ حازم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

○ شاہزل اب خونخوار تیوروں سے حازم کو دیکھ رہا تھا۔ جو اپنی کاروائی کرتے بنسنے میں مصروف تھا۔

شاہزل نے ایک جھٹکے سے بلیںکٹ اتار کر دور اچھالا اور حازم پر جھپٹتا پر حازم اس سے دوگنی تیزی سے باہر کی جانب لپکا۔

نانو! نانو جان میری مدد کو آ جائیں اس سے پہلے آپکا نواسا آپکے پوتے کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔ حازم کے ہنسنے اور شاہزل کے غصے میں بولنے کی آواز سن کر سب

ز نغمہ میں سے ہالا

نانو! نانو جان میری مدد کو آ جائیں اس سے پہلے آپکا نواسا آپکے پوتے کے ہاتھوں  
قتل ہو جائے۔ حازم کے ہنسنے اور شاہزل کے غصے میں بولنے کی آواز سن کر سب  
نے نفی میں سر ہلایا۔



حازم کے بچے میں آج تیرا قتل کر دوں گا۔ شاہزل غصے سے غرایا۔

حازم کے بچے میں آج تیرا قتل کر دوں گا۔ شاہنل غصے سے غرایا۔

نا، نا جانی ابھی حازم کنوارہ ہے بچے کہاں سے آئیں گے۔ حازم قہقہہ لگاتے  
ڈائینگ کی جانب بھاگا۔

رکیں دادو! آج میں انکی طبعیت سیٹ کرتی ہوں۔ گدھے جتنے ہو گئے ہیں پر اب  
بھی بچوں کی طرح لڑ رہے ہیں۔ رائے شازیہ بیگم کو روکتی خود غصے سے کھڑی ہوتی  
باہر کی جانب بڑھنے لگی۔ جب حازم خان آندھی طوفان بنا رائے کے کندھے پکڑے  
اسے تقریباً گھما ہی گیا۔

اُدھر کہاں چھپ رہا ہے۔ آج تو میرے ہاتھوں لازمی قتل ہو گا۔ شاہدزل اسے  
پکڑنے کے لئے جھپٹا پر حازم رائے کو دھال بنائے کبھی اسکے دائیں تو کبھی بائیں  
جانب ہونے لگا۔

اور شاہدزل اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ رائے جو ان دونوں کو ڈانٹنے آئی تھی  
اب خود دونوں میں پھنس چکی تھی۔



فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

ہاں پھر کل خبروں میں نشر ہو گا۔ منحوس اے ایس پی کو طاہر جیسے دہشت گرد  
کو سلاخوں کے پیچھے پہنچا چکا ہے۔

اس نے محظ ٹریٹ مانگنے پر اپنے بھائیوں سے ہینڈسم کزن کی جان لے لی۔ حازم  
اب بھی بعض نہیں آ رہا تھا۔ اسکے دونوں ہاتھ اب بھی رائے کے شانوں پر تھے۔

اس نے محظ ٹریٹ مانگنے پر اپنے بھائیوں سے بینڈسم کزن کی جان لے لی۔ حازم  
اب بھی بعض نہیں آ رہا تھا۔ اسکے دونوں ہاتھ اب بھی رائے کے شانوں پر تھے۔  
رائے کے وجود سے اٹھتی خوشبو حازم کے حواس معطل کر رہی تھی۔

گدھے ادھر آتھے بتاتا ہوں۔ شاہڈل ایک بار پھر اس پر جھپٹا۔

گدھے ادھر آتے تھے بتاتا ہوں۔ شاہڈل ایک بار پھر اس پر جھپٹا۔

بس! دس سے پہلے حازم ایک اور سوشہ چھوڑتا رائے غصے سے سرخ چہرہ لیے چلائی۔

یہ کیا بچپنا ہے؟؟ بچے ہو تم دونوں جویوں لڑ رہے ہو۔ رائے غصے سے بولی۔

فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

آپی اس نے دیکھیں میرے اوپر پانی گرا دیا۔ رائے سے پانچ سالہ چھوٹا اسکا بھائی منہ  
بنا کر بولا۔ رائے نے اسے ایک زبردست گھوری سی نوازہ وہ زمانے کا جانا مانے اے

فقیر عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

آپی اس نے دیکھیں میرے اوپر پانی گرا دیا۔ رائے سے پانچ سالہ چھوٹا اسکا بھائی منہ  
بنا کر بولا۔ رائے نے اسے ایک زبردست گھوری سی نوازہ وہ زمانے کا جانا مانے اے  
ایس پی اپنی بہن کی گھوری پر شرافت کا لبادہ اوڑھے ایک نظر حازم پر ڈالتا کھڑا  
ہو گیا۔

اور تم ! رائے یک دم پیچھے مڑی حازم جو شاہد کو منہ چڑھانے میں مصروف تھا  
رائے کے پیچھے مڑنے پر یک دم اپنا منہ سہی کر کے ہاتھ پیچھے باندھے معصوم سی  
صورت بنائے کھڑا ہوا۔

کہیں سے لگتا ہے کہ تم مشہور و معروف سیاستدان کے ساتھ ساتھ بزنس میں

کہیں سے لگتا ہے کہ تم مشہور و معروف سیاستدان کے ساتھ ساتھ بزنس میں  
حارث خان کے بیٹے ہو؟

تم اسی اینٹیٹیوڈ سے بزنس سمجھانے کا ارادہ رکھتے ہو؟؟ رائے اب حازم کی کلاس  
لے رہی تھی۔

م اسی ایلیوڈ سے بڑس مہجانے کا ارادہ رھتے ہو؟؟ رامہ اب حارم ی کلاس  
لے رہی تھی۔

فقیر عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس



اور حازم یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ اسکے ہلتے لب اسکی غصے سے سرخ ہوتی چھوٹی  
سی ناک اسکے اوپر تضاد کے نیلی آنکھوں کی گھوریاں۔ حازم خان تو ایک بار پھر  
خاموش ہو گیا۔

رائہ جان ! اگر حازم ، حازم خان بن گیا تو آپ ہی برداشت نہیں کر پائیں گی۔

رائہ جان! اگر حازم، حازم خان بن گیا تو آپ ہی برداشت نہیں کر پائیں گی۔  
حازم اسکے من موہنے چہرے پر نظریں گاڑھے صرف سوچ ہی سکا۔

چلو اب! رائہ نے ایک زوردار دھپ اسکے بازو پر رسید کی۔ حازم یک دم اپنے  
خیالوں سے باہر آیا۔ رائہ اب اسے بازو سے تھامے اسے لئے آگے جا رہی تھی۔  
حازم کا ایک بازو رائہ کے ماتھ میں تھا حازم نے ایک نظر آگے چلتی رائہ کو دیکھا

چلو اب ! رائے نے ایک زوردار دھپ اسکے بازو پر رسید کی۔ حازم یک دم اپنے خیالوں سے باہر آیا۔ رائے اب اسے بازو سے تھامے اسے لئے آگے جا رہی تھی۔ حازم کا ایک بازو رائے کے ہاتھ میں تھا حازم نے ایک نظر آگے چلتی رائے کو دیکھا پھر اسکا مومی ہاتھ اپنے بازو پر لپٹا دیکھا تو دلکشی سے مسکراتا اسکے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔

رائہ جو حازم کو شاہنل یعنی اپنے چھوٹے بھائی کی طرح ٹریٹ کر رہی تھی اسے اگر  
معلوم ہوتا کہ اسکی یہی کوتاہیاں آگے چل کر اسکے لئے کتنے بڑے مسائل پیدا کر  
دیں گی تو وہ حازم کو بلانا تو دور دیکھنا بھی پسند نا کرتی۔

\*

\*

زائرہ ، مسکان اور عنایہ یونی کے گیٹ سے باہر نکلیں۔ مسکان ان دونوں کو خدا حافظ کہتی آگے بڑھ گئی۔

جبکہ زائرہ یونی کے گیٹ کے سامنے گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے اپنے بھائی کو دیکھ چکی۔ جمال زائرہ کے چہرے پر خوشی کے اشارتھے وہی عنایہ نے برا سامنے

جبکہ زائرہ یونی کے گیٹ کے سامنے گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے اپنے بھائی کو  
دیکھ چمکی۔ جہاں زائرہ کے چہرے پر خوشی کے ایشار تھے وہی عنایہ نے برا سامنے  
بنایا۔

تمہارا یہ جلاد بھائی یہاں کیا کر رہا ہے؟؟ عنایہ زائرہ کے قریب ہوتی ہوئی سرگوشی  
سے بھی کم آواز میں بولی۔ گھبراہٹ اسکے چہرے سے واضح ہو رہی تھی۔

زائرہ نے اسے خفگی سے گھورا اور اسکا ہاتھ پکڑے سڑک کراس کیے اریان کی  
جانب بڑھنے لگی۔

کیا ہے مجھے کیوں لے جا رہی ہو۔ عنایہ اس بار گھبراہٹ سے بلند آواز میں بولی۔

چپ ڈر تم ایسے رہی ہو جیسے سامنے میرا بھائی نہیں کوئی موت کا فرشتہ ہو۔ جو  
تمہاری جان نکال لے گا۔ زائرہ بے زاری سے برہنہ آگے بڑھنے لگی۔



چپ ڈر تم ایسے رہی ہو جیسے سامنے میرا بھائی نہیں کوئی موت کا فرشتہ ہو۔ جو  
تمہاری جان نکال لے گا۔ زائرہ بے زاری سے بربرڑاتی آگے بڑھنے لگی۔

فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

اب عنایہ اسے کیا بتاتی اریان کی سرد و سپاٹ کالی آنکھیں ہی عنایہ کی جان نکال  
کے رکھ دیتی تھی۔ وہ آج تک اس بات کو نہیں سمجھ پائی تھی اریان باقی سب کی  
طرح کیوں نہ تھا۔

ازلان ، شاہزل اور حازم تو اسے بہت اچھے سے ٹریٹ کرتے تھے پر اریان ملک کی

اب عنایہ اسے کیا بتائی اریان کی سرد و سپاٹ کالی آنھیں ہی عنایہ کی جان نکال  
کے رکھ دیتی تھی۔ وہ آج تک اس بات کو نہیں سمجھ پائی تھی اریان باقی سب کی  
طرح کیوں نہ تھا۔

ازلان ، شاہزل اور حازم تو اسے بہت اچھے سے ٹریٹ کرتے تھے پر اریان ملک کی  
یہ سنجیدہ نظریں عنایہ کو دیکھ کر کچھ زیادہ ہی سپاٹ ہو جاتی تھی۔

یہ سنجیدہ نظریں عنایہ کو دیکھ کر کچھ زیادہ ہی سپاٹ ہو جاتی تھیں۔

السلام علیکم! آج تو بڑے بڑے لوگ ہماری یونی تشریف لے کر آئے ہیں۔ زائرہ  
اریان کے سامنے جاتے شرارت سے بولی۔

اریان نے ایک نظر زائرہ کو دیکھا، دوسری نظر اس کے ہاتھ کھدی، عنایہ نے ڈالیا۔

اسلام : ہم ! ان کو برے برے لوگ ! ماری یوں سرپٹ کے مر آگے ہیں۔ زائرہ

ایران کے سامنے جاتے شرارت سے بولی۔

ایران نے ایک نظر زائرہ کو دیکھا پھر دوسری نظر اسکے ساتھ کھڑی عنایہ پر ڈالی جو  
سر پر ڈوپٹا لیے چادر کو لپیٹے کھڑی تھی۔

فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

السلام علیکم لالہ ! اریان کو اپنی جانب تکتا پا کر عنایہ یک دم بولی۔ اریان نے محظ  
سر بلانے پر اکتفا کیا۔

سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

اوکے زائرہ میں ڈرائیور کو کال کر لوں ابھی تک آئے نہیں۔ اریان کی سپاٹ  
نظریں دیکھ عنایہ جلدی سے بولی وہ کسی بھی طرح اس منظر سے اریان کی نظروں  
سے دور چلی جانا چاہتی تھی۔

سے دور چلی جانا چاہتی تھی۔

وہ نہیں آئیں گے۔ گاڑی راستے میں خراب ہو گئی ہے۔ انفیکٹ میں حارث انکل کی کال پر ہی پک کرنے آیا ہوں۔ اریان کی بھاری آواز گونجی عنایہ کا حلق تک خشک ہو گیا۔ اسکی آواز میں اسکی شخصیت میں رعب ہی اتنا تھا کہ اسکی ہتھیلیاں پسینے سے بھیک گئی۔



فقیر عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

چلو زائرہ میں لیٹ ہو رہا ہوں۔ اریان کہتے ساتھ ہی یہ جا وہ جا۔ وہ دروازہ کھولے  
ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہو چکا تھا۔

چلو زائرہ میں لیٹ ہو رہا ہوں۔ اریان کہتے ساتھ ہی یہ جا وہ جا۔ وہ دروازہ کھولے  
ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہو چکا تھا۔

زائرہ نے یک نظر عنایہ کو دیکھا۔ جو رونی شکل بنا کر کھڑی تھی جیسے اسکو پتہ نہیں  
کتنے بڑے امتحان میں ڈال دیا ہو۔ بے ساختہ زائرہ کا قہقہہ نکلا۔ وہ آگے بڑھتی بیک  
سیٹ کا دروازہ کھولے عنایہ کو پکڑے اندر بیٹھانے لگی۔

سیٹ کا دروازہ کھولے عنایہ کو پکڑے اندر بیٹھانے لگی۔

ویسے اگر تم میری بھابھی بن جاؤ تم نے تو رو کر ہی اپنی جان ہلکان کر لینی ہے۔ زائرہ سرگوشی نما آواز میں بولتی عنایہ کی آنکھیں وا کر گئی۔ عنایہ کی آنکھیں پہلے صدمے سے پھر غصے سے پھٹی وہ اب زائرہ کو غصے سے گھور رہی تھی۔

ویسے اگر تم میری بھابھی بن جاؤ تم نے تو رو رو کر ہی اپنی جان ہلکان کر لینی ہے۔ زائرہ سرگوشی نما آواز میں بولتی عنایہ کی آنکھیں وا کر گئی۔ عنایہ کی آنکھیں پہلے صدمے سے پھر غصے سے پھٹی وہ اب زائرہ کو غصے سے گھور رہی تھی۔

لیٹس سپوز! رونے نا بیٹھ جانا۔ زائرہ آنکھ ونک کر کے بولتی اریان کے ساتھ والی

فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رانیس

\* \_\_\_\_\_ \*

نامنے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔ تھک ہار کر وہ خود ہی پیدل چلنے لگی۔

کیا مجھے کہیں جاب مل سکتی ہے؟؟

پر کیسے ابھی تو میری ڈگری بھی کمپلیٹ نہیں ہوئی۔ مسکان نے خود سے سوال کیا

میں خود ہی جا رہی تھی۔ لیکن ایک ہفتہ پہلے اسکا ریزرویشن کر کے فیس دے کر

کیا مجھے کہیں جاب مل سکتی ہے؟؟

پر کیسے ابھی تو میری ڈگری بھی کمپلیٹ نہیں ہوئی۔ مسکان نے خود سے سوال کیا  
پھر خود ہی جواب دینے لگی۔ ایک ہفتے بعد اسکی یونی کی فیس سبٹ ہونے کی  
لاسٹ ڈیٹ تھی۔ اور اب وہ بے حد پریشان تھی۔

وہ بس اتنا جانتی تھی کہ عالم صاحب اس بات کو سن کر اور زیادہ فکر مند ہو  
جائے گے۔ آگے ہی مہینے کے کرائے کی وجہ سے وہ پریشان تھے۔ پھر ناجانے  
اسکی فیس وہ کہاں سے کریں گے۔



میں کیا کروں؟؟ مسکان بے بسی سے بربرائی۔

آجکل ہم جس دور میں جی رہے ہیں اس دور میں ویل اٹیجوکیٹڈ صرف امیر لوگوں  
کے بچے ہی کیوں ہوتے ہیں۔ صرف اسی وجہ سے کہ ہمارے ملک میں پڑھائی  
کے لئے بھی کثیر رقم چاہیے ہوتی ہے۔ جو کچھ مڈل کلاس فیملیز افورڈ نہیں کر  
پاتی۔

فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیس

بابا مجھے اپنا بیٹا کہتے ہیں پر میں تو انکے لئے اپنی سڈی کے لئے کچھ بھی نہیں کر  
پا رہی۔ مسکان کی آنکھوں کے کونے بھینگے لگے۔

وہ اب بے دھیانی میں سڑک کراس کر رہی تھی بظاہر تو وہ ادھر ہی تھی پر دماغ  
اسکا اپنے گھر کے معاشی حالات میں اٹکا ہوا تھا۔

لاہور کی ایک مشہور ترین شہراہ پر وہ پریشان سی چل رہی تھی۔ اچانک تیز بارن کی آواز پر اس نے سامنے دیکھا جہاں سے ایک تیز رفتار گاڑی آرہی تھی۔ وہ یک دم بوکھلا گئی اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ کر کچھ کر پاتی تیز رفتار گاڑی سیدھا اس تک پہنچ گئی۔

یہ سب اتنے کم وقت میں ہوا تھا کہ اسے چیخنے تک کا موقع بھی نا ملا۔ وہ لگے ہی

یہ سب اتنے کم وقت میں ہوا تھا کہ اسے چیخنے تک کا موقع بھی نا ملا۔ وہ لگے ہی

بوکھلا گئی اس سے پہلے کہ وہ کچھ سنجھ کر کچھ کر پاتی تیز رفتار گاڑی سیدھا اس  
تک پہنچ گئی۔

یہ سب اتنے کم وقت میں ہوا تھا کہ اسے چیخنے تک کا موقع بھی نہ ملا۔ وہ لگے ہی  
پل زمین بوس ہوئی۔ ٹانگ میں یک دم اٹھتی تکلیف پر اسکی آنکھیں بھرا گئی۔ وہ تو  
پہلے ہی رونا چاہتی تھی۔

اور انسان کو تو بس رونے کے لئے ایک موقعے کی تلاش ہوتی ہے۔

گاڑی کا دروازہ کھلا اور نیوی بلو رنگ کے فارمل ڈریس میں ملبوس ٹائی لگائے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ باہر نکلا۔ اسکی ہلکی سبز آنکھوں میں فکر واضح تھی۔ یک دم گاڑی کے رکنے پر پیچھے کی ساری راڈ بلاک ہوئی اب ہر جگہ بارن کی آواز تھی۔

گاڑی کا دروازہ کھلا اور نیوی بلو رنگ کے فارمل ڈریس میں ملبوس ٹائی لگائے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ باہر نکلا۔ اسکی ہلکی سبز آنکھوں میں فکر واضح تھی۔ یک دم گاڑی کے رکنے پر پیچھے کی ساری راڈ بلاک ہوئی اب ہر جگہ بارن کی آواز تھی۔

ہر کسی کو آگے بڑھ جانے کی فکر تھی یہ جانے ، دیکھے بغیر کہ کیا کوئی شخص

راستے میں زندگی اور موت کی کشمکش میں تو نہیں۔ کما کسی کو مدد کی ضرورت تو

دم گاڑی کے رکنے پر پیچھے کی ساری راڈ بلاک ہوئی اب ہر جگہ بارن کی آواز تھی۔

ہر کسی کو آگے بڑھ جانے کی فکر تھی یہ جانے ، دیکھے بغیر کہ کیا کوئی شخص  
راستے میں زندگی اور موت کی کشمکش میں تو نہیں ۔ کیا کسی کو مدد کی ضرورت تو  
نہیں۔ پر ہر شخص لگے انسان کو کراس کیے آگے بڑھنا چاہتا تھا۔

سے قاصر تھا لیونکہ لرے لی وجہ سے اسلے سر پر اورھا کیا ڈوپٹا ڈھلک لر اسلے  
منہ پر آچکا تھا۔

میں نے بہت کوشش کی کہ بریک لگا لوں بٹ میں بہت سپیڈ میں تھا آپ بھی  
بارن نہیں سن رہی تھی۔ اضلان جو سپیڈ سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا کہ وقت سے  
پہلے میٹنگ کے لئے پہنچ جائے پر اب نا جانے کیوں یہاں کھڑا اس انجان لڑکی کو



میں نے بہت کوشش کی کہ بریل لکالوں بٹ میں بہت سپیڈ میں مھا آپ ہی  
بارن نہیں سن رہی تھی۔ اضلان جو سپیڈ سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا کہ وقت سے  
پہلے میڈنگ کے لئے پہنچ جائے پر اب نا جانے کیوں یہاں کھڑا اس انجان لڑکی کو  
وضاحت دے رہا تھا۔

آپ سن رہی ہیں؟ کیا آپ کو بہت چوٹ لگی ہے۔ اضلان بے حد پریشان ہوا۔ مسکان

آپ سن رہی ہیں؟ کیا آپکو بہت چوٹ لگی ہے۔ اضلان بے حد پریشان ہوا۔ مسکان  
اب حیرت کے مارے چونکی اُجکل بھی ایسے لوگ پائے جاتے تھے۔

فقیر عشق از قلم ان ناؤن رائیس

ہاں آجکل بھی دس سے بیس فیصد ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خود سے زیادہ  
دوسروں کا احساس کرتے ہیں۔ جو اپنا نفع و نقصان نا دیکھتے ہوئے دوسرے کے  
لئے سوچتے ہیں۔ کیا پتہ ان لوگوں میں سے ایک انسان آپ بھی ہوں۔ بس خود کو  
تراشنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس ضمیر کو جگانا چاہیے جو دوسرے کو چوٹ ،  
تکلیف دے کر آگے بڑھ ہی نا پاتا ہو۔

لئے سوچتے ہیں۔ کیا پتہ ان لوگوں میں سے ایک انسان آپ بھی ہوں۔ بس خود کو  
تراشنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس ضمیر کو جگانا چاہیے جو دوسرے کو چوٹ ،  
تکلیف دے کر آگے بڑھ ہی نا پاتا ہو۔

مسکان نے زرا سامنے اوپر کیے اس شخص کو دیکھنا چاہا۔ مسکان کے چہرہ اٹھانے  
پر اضلان علی ساکت رہ گیا۔ میننگ کیا ، کڑوڑوں کی ڈیل کیا ، اریان کی بار بار

مسکان نے زرا سامنے اوپر کیے اس شخص کو دیکھنا چاہا۔ مسکان کے چہرہ اٹھانے پر اضلان علی ساکت رہ گیا۔ میڈنگ کیا، کمرؤوں کی ڈیل کیا، اریان کی بار بار آنے والی کالز کیا سب کچھ بھول گیا۔ انکے یوں بیچ سڑک کے کھڑے ہونے پر پیچھے سے لکی ہوئی گاڑیاں ایک کے بعد دیگرے بچتے بارن سب کچھ ساکت ہو گیا وقت تھم سا گیا۔ بالکی سبز آنکھیں مسکان کے چہرے پر ٹک گئی۔

آنے والی کالز کیا سب کچھ بھول گیا۔ انکے یوں بیچ سڑک کے کھڑے ہونے پر  
بچھے سے لکی ہوئی گاڑیاں ایک کے بعد دیگرے بچتے بارن سب کچھ ساکت ہو گیا  
وقت تھم سا گیا۔ بلکی سبز آنکھیں مسکان کے چہرے پر ٹک گئی۔

کندمی رنگت والی پر کشش نقوش والی وہ لڑکی روئی روئی آنکھوں اور سرخ ناک اور چہرہ  
لئے بیٹھی اضلان علی کو ساکت کر گئی تھی۔

اضلان علی اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد۔ پاکستان کا ٹاپ بزنس مین ، اریان ملک  
کا بزنس پارٹنر جسکے آگے پیچھے نا جانے کتنی لڑکیاں گھومتی تھیں۔ ایک ہی پل میں  
اسے اپنا دل اپنے سینے سے نکلتا محسوس ہوا۔

اضلان علی اپنا دل اس انجان لڑکی پر بار چکا تھا جسکا وہ نام تک نا جانتا تھا۔ مسکان

اب ٹانگ پر ہاتھ رکھے کھڑی ہو چکی تھی۔ مسکان نے اپنا سرخ ہوتا ہاتھ اٹھایا اور  
اپنا ڈوپٹہ درست کیا اب وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی گال پر گرے آنسو صاف کر رہی  
تھی۔

اُس اوکے میرا ہی دھیان نہیں تھا۔ مسکان کے بولنے پر ساری آوازوں میں سے  
بس اسے ایک میٹھی سی آواز ہی سنائی دی۔



اپنا ڈوپٹہ درست لیا اب وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی کال پر لرے الو صاف کر رہی  
تھی۔

اُس اوکے میرا ہی دھیان نہیں تھا۔ مسکان کے بولنے پر ساری آوازوں میں سے  
بس اسے ایک میٹھی سی آواز ہی سنائی دی۔

فقیر عشق از قلم ان ناؤن رائیس

مسکان نے اُگے قدم بڑھانے چاہے جب ٹانگ میں اٹھتی ٹیس پر وہ لرکھڑا کر رہ گئی۔ اس سے پہلے وہ خود سمبھلتی اضلان یک دم آگے بڑھا اور اسکے نازک سے ہاتھ کو اپنے مضبوط مردانہ ہاتھ میں جکڑ گیا۔ یہ عمل غیر ارادی طور پر ہوا تھا۔

نواپے مضبوط مردانہ ہاتھ میں جکڑ لیا۔ یہ اس شیر ارادی طور پر ہوا تھا۔

مسکان یک دم گھبرا گئی ایک انجان شخص نے اسکا ہاتھ بہت زیادہ مضبوطی سے  
تھاما ہوا تھا۔ گھبرا تو اضلان بھی گیا تھا پر مسکان کے ہاتھ پکڑنے پر نہیں بلکہ  
مسکان کے قریب جاتے ہی ایک دم سے تیز ہوئی ڈھڑکنوں کو محسوس کرتے۔

مسكان خوفزدہ سی اس سبز آنکھوں والے سرخ و سپید رنگت کے وجاہت سے بھرپور  
شخص کو دیکھنے لگی۔ پھر اگلے ہی لمحے اس نے اپنا ہاتھ اضلان کے ہاتھ سے  
چھڑایا۔ اضلان ہوش میں آیا۔

اسی صلیک سو اپو پوٹ کی ہے۔ میں ہسپتال جانا چاہیے۔ اضلان کی بھاری نگر  
نرم آواز ایک بار پھر مسکان کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔ مسکان نے کہتے ساتھ جانا چاہا پر اضلان اب اسکا پیچھا  
چھوڑنے والا نہیں تھا۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔ مسکان نے کہتے ساتھ جانا چاہا پر اضلان اب اسکا پیچھا  
چھوڑنے والا نہیں تھا۔

نہیں آپ سہی سے چل نہیں رہی آپکو چوٹ آئی ہے۔ آئیں ہسپتال چلتے ہیں۔  
اضلان اب فیصلہ کن انداز میں بولا۔

اضلان اب فیصلہ کن انداز میں بولا۔

میں نے کہا نا میں ٹھیک ہوں۔ اب برائے مہربانی سائیڈ پر ہو جائیں۔ مسکان چبا  
چبا کر بولی۔

فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

او کے پھر میں آپکو ڈراپ کر دیتا ہوں۔ اضلان علی صدا کا دھٹ دوسرا حل نکال  
○  
گیا۔

مسکان سائیڈ سے گزرتی آگے بڑھنی لگی۔ اضلان ایک قدم اٹھاتا اسکے آگے آیا۔



مسكان سائيڈ سے گزرتي آگے بڑھني لگي۔ اضلان ايك قدم اٹھاتا اسكے آگے آيا۔  
مسكان اضلان كے چوڑے اور كثرتي وجود كے بيچھے چھپ سي گئي۔



يا تو آپ ہسپتال جا كر چيك اپ كروائئيں يا پھر ميں آپكو ڈراپ كر ديتا ہوں۔ كيونكہ  
ميں ايسے تو نہيں جانے دے سكتا بلا آخر ميري وجہ سے آپكو چوٹ لگي ہے۔ اضلان

گویا ہوا۔

میں آپکے ساتھ کہیں نہیں جا رہی۔ مسکان کلس کر بولی عجیب مصیبت گلے پر  
گئی تھی۔ ٹھیک ہے انسان اچھا ہو لیکن اتنی بھی کیا اچھائی کہ اب وہ مسکان کو  
جانے ہی نہیں دے رہا تھا۔ پیچھے روڈ پر الگ تماشہ لگ چکا تھا۔

اوکے میں انجان ہوں اس لئے آپ ڈر رہی ہیں۔ کوئی بات نہیں میں ایسولینس کو  
کال کر لیتا ہوں تب تو ہسپتال چلی جائیں گی نا؟؟؟

اضلان مسکراہٹ دباتا سنجیگی سے گویا ہوا۔ مسکان آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی  
جو اب ڈریس پینٹ کی جیب سے موبائل نکالے کال کرنے والا تھا۔

نہیں میں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔ مسکان اچھی خاصی کنفیوز ہو چکی تھی۔

اوکے آپ ڈراپ کر دیں۔ مسکان اسکو رکتے نا دیکھ تیزی سے بولی۔ اضلان مسکرانا  
چاہتا تھا پر مسکرانے پر اسے ایک ادھر تھپڑ ہی نا پڑ جاتا سو اسی لئے خاموشی سے  
گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس

پلیز! اضلان اسکے لئے گاڑی کا دروازہ وا کرتا گویا ہوا۔ مسکان ہلکی سی لرکھڑاہٹ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی۔ اضلان روڈ پر جمع لوگوں سے ایکسکیز کرتا گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی بھگا لے گیا۔

مس اڈریس؟؟ اضلان سنجیدہ لہجے میں بولا۔ مسکان اسے اڈریس بتانے لگی۔

کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی۔ اضلان روڈ پر جمع لوگوں سے ایکسکیز کرتا گاڑی میں  
بیٹھا اور گاڑی بھگا لے گیا۔

مس اڈریس؟؟ اضلان سنجیدہ لہجے میں بولا۔ مسکان اسے اڈریس بتانے لگی۔

مس اڈریس؟؟ اضلان سنجیدہ لہجے میں بولا۔ مسکان اسے اڈریس بتانے لگی۔

جی بس یہاں ہی اتار دیں۔ مسکان نے گھر سے کچھ دور گاڑی رکوانی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسے کوئی اس طرح گاڑی سے اترتا دیکھے اور اسکا کردار مشکوک ہو جائے۔

جی بس یہاں ہی اتار دیں۔ مسکان نے گھر سے کچھ دور گاڑی رکوائی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسے کوئی اس طرح گاڑی سے اتار دیکھے اور اسکا کردار مشکوک ہو جائے۔

گاڑی کے رکنے پر مسکان دروازہ کھولے باہر نکلی اضلان نے مرر سے پچھلی سیٹ



جائے۔

گاڑی کے رکنے پر مسکان دروازہ کھولے باہر نکلی اضلان نے مرر سے پچھلی سیٹ سے اترتی مسکان کو دیکھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا مسکان کبھی بھی آگے نہیں بیٹھے گی اسی لئے پچھلی سیٹ کا ہی اس نے دروازہ کھولا تھا۔

یورگڈ نیم مس؟؟ اضلان کی خوبصورت آواز ایک بار پھر گاڑی میں گونجی۔

مسکان تذبذب کا شکار ہوتی خاموش ہو گئی۔

مسکان تنبذ کا شکار ہوتی خاموش ہو گئی۔

اُس اوکے مس ! اضلان نے سہولت سے اسکی پریشانی دور کی۔

مسکان عالم اینڈ تھینکس ! مسکان مدہم آواز میں بولتی سرعیت سے گاڑی سے باہر

مسکان عالم اینڈ تھینکس ! مسکان مدہم آواز میں بولتی سرعیت سے گاڑی سے باہر  
نکلتی دروازہ بند کر گئی۔ اضلان کے چہرے پر بڑی خوبصورت سی مسکراہٹ پھیل  
گئی۔ وہ مسکراتا گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

فقیرِ عشق از قلم ان ناؤن رائیٹس



مسکان ! گاڑی میں ایک بار پھر اضلان کی آواز گونجی۔

مسکان اضلان ! اپنا نام مسکان کے نام کے ساتھ جوڑتے وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

مسكان اضلان !

سو مس مسكان ! بهمارا تو نام بهى كتنا هم آواز هے۔ اضلان مسكان كا تصور ذهن  
مىن لاتے بولا اور ڈرائىونگ كى طرف متوجه هو گىا۔

میں لاتے بولا اور ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

یقیناً اس لڑکی میں کچھ تو ایسی بات تھی جس نے اضلان کے دل میں شور پیدا کیا تھا۔ ورنہ یہ شور آج تک ایلٹ کلاس یا بزنس کی دنیا کی کوئی لڑکی پیدا نہیں کر سکی تھی۔ جو شور ڈوپٹے کے بالے میں لپٹے اس چہرے نے پیدا کر دیا تھا۔